سوال

(223) محراب کا مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل مسجدوں میں محرابیں ہیں۔ جن میں کھڑے ہوکر امام نماز پڑھاتے ہیں۔ وہ ناجائز ہیں یا جائز۔ اگر جائز ہیں تو مدلل تحریر فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بعض روائتوں میں محراب کا ثبوت ملتا ہے۔ سنن کبری بیہقی میں ہے۔

«عن وائل بن حجر قال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نهض الی المسجد فدخل المحراب ثم رفع یدیه بالتکبیر الحدیث»

یعنی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مسجد کی طرف اُٹھ کر محراب میں داخل ہوئے اور نماز کی نیت باندھی۔

بعض اور روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے اور جن روایتوں سے محراب کی ممانعت معلوم ہوتی ہے ان میں تصریح ہے کہ نصاریٰ کی سی محراب سو وہ بے شک منع ہے۔ جیسے گرجوں میں ہوتی ہے۔ (عبداللہ امرتسری 15 رجب 1353ھ)

تعاقب: مذکورہ جواب پر مولوی عبدالقادر حصاری نے تعاقب کیا ہے۔ جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

مولوی عبدالقادر نے تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے:

"کہ آنجناب کو بوجہ عدم تامل غلطی لگی ہے کہ مسجد نبوی میں محراب تھا۔ حالانکہ محراب نہیں تھا۔"

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی اپنی کتاب اعلام الارانیب میں فرماتے ہیں۔

«لم یکن فی زمانه قط المحراب ولا فی زمان خلفاء الاربعة فمن بعدهم الیٰ آخر المائة الاوّل»

یعنی آنحضرت ﷺ اور چاروں خلیفوں کے زمانوں میں محراب نہ تھا۔

علامہ سمہودی خلاصۃ الوفاء صفحہ 132 میں فرماتے ہیں :

«ولیس فی المسجد شرفات ولا محراب واوّل من احدث المحراب والشرفات عمر بن عبدالعزیز»

یعنی مسجد مدینہ میں برج اور محراب نہ تھے سب سے پہلے ان کے بانی عمر بن عبدالعزیز ہیں۔

بعد از تتبع کتب متداولہ یہی امر ثابت ہوا کہ مسجد نبوی میں طاق یعنی محراب متعارف الان موجود نہ تھا۔ چنانچہ علامہ موصوف جو مہاجر اور مورخ مدینہ ہیں۔ اپنی کتاب وفاء الوفاء میں فرماتے ہیں :

«المسجد الشریف لم یکن لہ محراب فی عہد صلعم ولا فی زمن الخلفاء وبعدہ واوّل من احدثہ عمر بن عبدالعزیز فی امارۃ الولید انتہی»

جلد اوّل صفحہ 264 یعنی آنحضرت ﷺ کی مسجد شریف میں آنحضورؐ اور خلفاء کے زمانہ میں محراب نہ تھا۔ یہ تو ولید بن عبدالملک کی خلافت میں عمر بن عبدالعزیز نے بنایا تھا۔

«نفس احداث آں در عصر نبوی و عصر صحابہ نہ بودہ۔»

یعنی زمانہ نبوی اور زمانہ صحابہ میں محرابیں نہ تھیں۔ مولانا عبدالجبار غزنوی مرحوم اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں :

«محراب حکم مسجد ندارد قیام دراں مکروہ است۔»

یعنی محراب کو مسجد کا حکم نہیں ہے اور اس میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ جامع البیان کے حاشیہ صفحہ 5 آیت

وَہُوَقَآئِمٌ یُصَلِّیۡ فِی ا لۡمِحۡرَابِ

پر ہے۔

«وفی الفتح وقد رویت فی کراہیۃ ذالک آثار کثیرۃ من الصحابۃ»

یعنی فتح البیان میں لکھا ہے کہ محراب کے مکروہ ہونے کے بارہ میں صحابہؓ سے بہت اقوال مروی ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ صراط مستقیم میں فرماتے ہیں :

«وقالوا (الحنفیہ) ایضا یکرہ القیام فی الطاق لانہ یشبہ صنیع اہل الکتاب (الی) وہذا ایضا ظاہر مذہب احمد وغیرہ انتہی۔»

یعنی حنیفہ کہتے ہیں کہ محراب میں قیام کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اہل کتاب کے مشابہ ہے اور امام احمد وغیرہ ائمہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ''عون المعبود وغیرہ میں ملا علی قاری سے جو مشاہیر حنفیہ سے ہیں۔ یہ نقل کیا ہے :

«ان المحاریب من المحدثات بعدہ صلعم ومن ثم کرہ جمع من السلف اتخاذہا والصلوۃ فیہا انتہی۔»

یعنی محرابیں آں حضرت ﷺ کے زمانہ میں نہ تھیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے سلف کی ایک جماعت نے اس کا بنانا اور اس میں نمازیں پڑھنا مکروہ قرار دیا ہے۔

حدیث وائل جو آنحضرت ﷺ نے محراب کے ثبوت میں بحوالہ سنن کبریٰ پیش کی ہے۔ یہ دو وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

اوّل تو اس کی اسناد مخدوش ہے چنانچہ علامہ شمس الحق غنیۃ الالمعی میں فرماتے ہیں کہ سند میں دو راوی مجروح ہیں۔ ایک تو محمد بن حجر حضرمی ہیں۔ ان کے متعلق میزان میں ہے لہ مناکیر اور دوسرا راوی سعید بن الجبار بن وائل ہے جس کی بابت تقریب میں ہے "ضعیف من السابعۃ" یعنی یہ ضعیف ہے۔ میزان میں ہے : قال النسائی لیس بالقوی۔ یعنی امام نسائی نے کہا ہے کہ یہ راوی قوی نہیں ہے اس تصریح سے ثابت ہوا کہ آپ کی پیش کردہ حدیث قابل احتجاج نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اس حدیث میں لفظ محراب محتمل الوجوہ ہے۔ زمانہ نبوی میں جب محراب متعارف موجود نہ تھا تو اس لفظ سے محراب متعارف مراد لینا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے ورنہ قرآن میں بھی "یصلی فی المحراب" سے محراب متعارف مراد لیا جاسکتا ہے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔

فتح البیان میں ہے اس محراب سے مراد غرفہ یعنی بالاخانہ ہے۔ جامع البیان میں بھی اسی طرح ہے۔ تفسیر سراج المنیر میں ہے۔ "المحراب الغرفۃ" اسی طرح تفسیر مظہری میں ہے۔ آپ کی پیش کردہ حدیث میں محراب سے مراد موقف امام ہے۔ لغت میں محراب کا اطلاق مجلس کی بہترین جگہ پر وارد ہے۔ چنانچہ فتح البیان میں ہے «المحراب فی اللغۃ اکرم موضع فی المجلس» عون المعبود میں ہے۔ «ویسمی موقف الامام من المسجد محرابا لانہ اشرف مجالس المسجد» یعنی امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو محراب کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اور جگہوں سے اشرف جگہ ہے۔

جامع البیان کے حاشیہ نمبر 5 میں ہے «اخرج ابن المنذر عن السدی المحراب مصلی» تفسیر ابن جریر میں ہے المحراب مصلی قاموس میں ہے «المحراب مقام الامام من المسجد انتہی۔» ان عبارتوں کا مطلب ایک ہے کہ محراب نماز پڑھنے کی اس مخصوص جگہ کو کہتے ہیں جو امام کے لئے پیش گاہ ہے۔ اس کے شرف کی وجہ سے اس کو پیش گاہ کہا جاتا ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ وہاں قوم کا سردار شیطان سے محاربہ کرتا ہے۔ «فافہم وتدبر ولا تکون من الغابرین» یا محراب سے مراد مسجد ہے کیونکہ محراب کا اطلاق مسجد پر بھی آیا ہے۔ تفسیر نیشاپوری جلد 3 صفحہ 183 میں ہے وقیل کانت مساجدہم تصمی المحاریب۔» یعنی زکریا علیہ السلام کی قوم کی مساجد محرابوں کے نام سے موسوم تھیں تفسیر بیضاوی جلد 1 صفحہ 136 میں ہے "المحراب ای المسجد" تفسیر سراج المنیر جلد 1 ص 207 میں ہے «ویقال ایضا للمسجد محرابا» یعنی مسجد کو بھی محراب کہا جاتا ہے۔

پس حدیث وائل میں مطلب یوں ہوگا کہ مسجد کی طرف اُٹھے اور مسجد میں جاکر نماز پڑھی۔ بہر کیف متعارف الآن پر استدلال صحیح نہیں۔ «اذجاء الاحتمال بطل الاستدلال۔»

علامہ سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے۔ جس کا نام ''اعلام الارانیب (1) بحدوث بدعۃ المحاریب'' ہے۔

اسی طرح فتاویٰ مولانا عبدالحیؒ (2) صاحب جلد 1 صفحہ 108 وجلد 1 صفحہ 148 ضرور زیر نظر رکھیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے حدیث کراہت باب پر پیش کی ہے۔ امام سیوطی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

«عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتقواہذہ المذابح۔ یعنی المحراب۔»

''ابن عمر سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ ان محرابوں سے بچو یعنی ان کو اپنی مسجدوں میں نہ بناؤ۔''

سنن کبری، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

«عن موسیٰ الجہنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاتزال ہذہ الامۃ بخیر اوقال امتی بخیر مالم یتخذوافی مساجدہم مذابح النصاریٰ»

''یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ امت ہمیشہ خیر وبرکت سے رہے گی جب تک اپنی مسجدوں میں محرابیں نہ بنائے گی۔ جیسے نصاریٰ اپنے گرجاؤں میں محرابیں بناتے ہیں۔''

یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کا اعتضاد دیگر طرق سے ثابت ہے لہذا مقبول ہے۔ اصول کا یہ قاعدہ ہے کہ حدیثوں میں جب تعارض واقع ہو تو اقوال صحابہؓ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ سو اقوال صحابہؓ بھی اس کی ممانعت پر وارد ہیں چنانچہ مجمع الزوائد میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔

«انہ کرہ الصلوۃ فی المحراب وقال انما کانت للکنائس فلا تشبھوا باہل الکتاب۔»

''یعنی ابن مسعودؓ محراب میں نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ محراب تو کنیسہ کے ہوتے ہیں تم نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو یعنی مسجدوں میں محراب بنا کر ان میں نماز نہ پڑھا کرو۔''

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''رجالہ موثقون'' یعنی اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبۃ میں حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ "انہ کرہ الصلوۃ فی الطاق۔" ''یعنی حضرت علیؓ محراب میں نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے۔'' اس اثر میں لفظ طاق وارد ہے جس کے متعلق "وکایۃ الروایۃ" جلد1 ص158 میں وارد ہے «وکرہ قیام الامام فی طاق المسجد ای فی المحراب»

یعنی مسجد کے طاق سے مراد محراب ہے۔ ابن ابی شیبہ میں کعب سے مروی ہے: "انہ کرہ المذبح فی المسجد" ''یعنی مسجد میں محراب مکروہ ہے۔'' اس اثر میں لفظ مذبح وارد ہے جس کی جمع مذابح آتی ہے۔ اس کے متعلق حاشیہ جامع البیان میں ہے «اخرج الطبرانی والبیھقی فی سنتہ عن ابن عمر المحاریب المذابح» یعنی مذابح مذابح کی تفسیر محاریب سے کی ہے۔

سالم بن ابوجعد رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«لاتتخذوا المرابح فی المساجد یعنی مسجدوں میں محرابیں نہ بناؤ» (ابن ابی شیبہ)

عبدالرزاق نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ سے نکالا ہے۔ «انہ کان یکرہ ان یصلی فی طاق الامام» یعنی محراب میں نماز مکرہ ہے۔ منقولہ از اخبار محمدی دہلی مطبوعہ مارچ 1929ء

نیز محراب بنانا اجماع صحابہ کی رو سے منع اور قیامت کی نشانی ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر سے نقل کیا ہے۔ «ان من اشراط الساعۃ یتخذ الذابح فی المساجد» یعنی قیامت کی نشانیوں سے ہے کہ محرابیں مسجدوں میں بنائی جائیں۔ «اخرج عبدالرزاق فی المصنف عن کعب قال یکون فی اخرالزمان قوم یزینون مساجد ہم ویتخذون بہا مذابح لمذابح النصاری فاذا فعلوہ صبت علیہم البلاء» ''حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جو مسجدوں کو مزین کرے گی تو ان پر مصیبت ڈال دی جائے گی۔''

ابن ابی شیبہ میں ابوجعد سے مروی ہے۔

«کان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقولون ان من اشراط الساعۃ ان یتخذوا الذابح فی المساجد»

''الطاقات یعنی سب اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ محرابوں کا مسجدوں میں بنانا قیامت کی نشانیوں میں شمار کرتے تھے اور مذابح سے مراد طاق ہیں۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث اور اقوال صحابہ اور تابعین کے فرمان اور علماء محققین کے بیان سے یہ مسئلہ سورج کی طرح روشن ہے کہ محراب مسجد میں بنانا بدعت ہے اور قیامت کی نشانی ہے جو موجب مصائب ہے اور یہ نصاریٰ کا فعل ہے کہ وہ اپنے گرجاؤں میں محراب بناتے تھے۔ یہ مشابہت عبادت خانہ میں محراب بنانے کی ہے نفس محراب کی نہیں ہے۔

آنجناب یا آنجناب کے ہم خیال علماء کا یہ فرمانا کہ نصاریٰ جیسے محراب بنانے کی ممانعت ہے۔ مطلق محراب کی ممانعت نہیں ہے غلط ہے۔

اول: اس وجہ سے کہ بحث محراب مروجہ سے ہے۔ جو مسجد کے اندر سامنے کی دیوار میں طاق ہے۔ سو یہ آنحضرتؐ اور زمانہ خلفاء میں نہ تھا۔ کما ثبت چنانچہ حاشیہ جلالین میں سورہ سبا کے کلمہ محاریب پر لکھا ہے۔ «المحراب المعروف الان لم یکن فی الصدر الاول کما نقلہ السیوطی (کمالین)»

یہ محراب معروف جواب موجود ہے۔ یہ صدر اول میں نہ تھا جیسے امام سیوطی نے نقل کیا ہے۔

دوم : اس وجہ سے کہ محراب متعارف بھی بصورت طاق ہے اور محراب نصاریٰ بھی طاق کی صورت میں ان کے گرجاؤں میں تھا۔

سوم : اس وجہ سے کہ علماء دین اس محراب میں نماز پڑھنا مکروہ فرماتے چلے آئے ہیں۔

چہارم : یہ کہ یہی محراب بعد زمانہ نبوی کے حسب پشگوئی ظہور پذیر ہوا ہے۔ دیگر کوئی نہیں۔

پنجم : یہ کہ کوئی دلیل قوی نفس محراب کے ثبوت پر ناطق نہیں ہے جس کی بناء پر محراب کی دو قسمیں بنائی جائیں اور آپ کی پیش کردہ دلیل کمزور ہونے کے علاوہ محتمل الوجوہ ہے اور نہ ہی علماء سلف نے یہ تفریق کی ہے۔

ششم : یہ کہ صحابہ کرام اور تابعین اور علماء محققین قرنا بعد قرن مطلق محراب بنانے کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔

(ابوالشکور محمد عبدالقادر حصاری)

جواب تعاقب :

آپ نے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء کے زمانہ میں محراب سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ اس کے ثبوت میں متعدد روایات آئی ہیں۔ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے :

«اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد الصوفی ابنانا ابو احمد بن عدی الحافظ ثنا ابن معاہد ثنا ابراہیم بن سعید ثنا محمد بن حجر الحضرمی حدثنا سعید بن عبد الجبار بن وائل عن ابیه عن امه عن وائل بن حجر قال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم نھض الی المسجد فدخل المحراب ثم رفع یدیه بالتکبیر ثم وضع یمینته علیٰ یسراہ علیٰ صدرہ» (جلد 2 صفحہ 30)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ مسجد کی طرف اُٹھے۔ پس محراب میں داخل ہوئے پھر تکبیر کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھائے پھر دایاں ہاتھ بائیں پر سینہ پر رکھا۔''

آپ نے اس حدیث کے دو راویوں میں کلام کی ہے۔ محمد بن حجر اور سعید بن عبدالجبار۔ اوّل الذکر کے متعلق آپ نے میزان سے نقل کیا ہے۔ لہ مناکیر یعنی کئی احادیث اس کی منکر ہیں لیکن میزان میں اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے۔ «وقال البخاری فیه بعض النظر» یعنی بخاری نے کہا ہے۔ اس میں کچھ نظر ہے اور ثانی الذکر کے متعلق تہذیب التہذیب میں لکھا ہے «ذکرہ ابن حبان فی الثقات» یعنی ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔

جوہر النقی میں اُم عبدالجبار کے متعلق لکھا ہے۔ «ہی اُم یحیی لم اعرف حالہا» یعنی اس کی کنیت اُم یحییٰ ہے۔ مجھے اس کا حال معلوم نہیں۔ جواہر النقی والے نے گویا اس کو مستور الحال قرار دیا ہے۔ اصول حدیث میں لکھا ہے جس سے دو راوی روایت کریں وہ مستور الحال ہے اور مستور الحال کی روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک حجت ہے اور جمہور علماء کے نزدیک حجت نہیں۔ ملاحظہ ہو عراقی وغیرہ مع حواشی اور "تعجیل المنفعہ فی رجال الاربعہ" صفحہ 564 میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ «اُم یحیی عن انس و عنہا عبداللہ بن عمر العمری» یعنی اُم یحییٰ انسؓ سے روایت کرتی ہیں اور عبداللہ بن عمر عمری اُم یحییٰ سے روایت کرتا ہے۔ اس کے حق میں حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے لا تعرف نہیں کہا۔ یعنی غیر معروف شمار نہیں کیا۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں معمولی کلام ہے جو معمولی تائید سے رفع ہوسکتا ہے اس لیے ہم اس کی موید بعض روایتیں ذکر کرتے ہیں جن سے ثابت ہوجائے گا کہ محراب رسول اللہ ﷺ اور خلفاء کے زمانہ سے چلا آیا ہے۔

پہلی حدیث :

«عن انس بن مالک قال لما سرق العود الذی کان فی المحراب فلم یجدہ ابو بکر حتی وجدہ عمر عند رجل من الانصار بقباء قد دفن فارض (کذا فی الاصل) اکلتہ الارضۃ فاخذلہ عودا فشقہ فادخلہ فیہ ثم شعبہ فردہ فی الجدار و ہو العود الذی وضعہ عمر بن عبد العزیز فی القبلۃ و ہو الذی فی المحراب الیوم باق فیہ و عند ابی داوٗد عن محمد بن اسلم صاحب للمقصورۃ قال صلیت الی جنب انس بن مالک یوما فقال بل تدری لم صنع ہذا العود فقلت لا واللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یضع یدہ علیہ فیقول استووا و عدلوا صفوفکم» (وفاء الوفاء جلد اوّل صفحہ 272 بحوالہ کتاب یحییٰ)

''یعنی انس بن مالک سے روایت ہے جب وہ لکڑی چوری ہوگئی جو محراب میں تھی تو حضرت ابو بکر کو نہیں ملی۔ یہاں تک حضرت عمرؓ کو قبا میں ایک انصاری کے پاس ملی۔ اس نے زمین میں دفن کر رکھی تھی اس کو دیمک نے کھا لیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو دوسری لکڑی سے پیوند کر کے ٹھیک کر دیا پھر اس کو وہیں دیوار میں گاڑ دیا اور یہ وہی لکڑی ہے جس کو عمر بن عبد العزیز نے قبلہ میں رکھا اور آج تک محراب میں موجود ہے اور ابو داوٗد میں محمد بن اسلم صاحب حجرہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن انس بن مالک کے پہلو میں نماز پڑھی فرمایا تو جانتا ہے کہ یہ لکڑی کیوں بنائی گئی ہے میں نے کہا نہیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ اس پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ سیدھے ہو جاؤ۔ صفیں ٹھیک کرو۔''

دوسری حدیث :

عن مسلم بن خباب قال لما قدم عمر القبلۃ فقد العود الذی کان مخروسا فی الجدار فطلبوہ فذکر لھم انہ فی مسجد بنی عمرو بن عوف فجعلوہ فی مسجد ہم فاخذہ عمر فردہ الی المحراب و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اذا قام الی الصلوۃ امسکہ بکفہ یعتمد علیہ ثم فی شقہ الایمن فیقول اعدلوا صفوفکم ثم یلتفت الی الایسر فیقول مثل ذالک ثم یکبر للصلوۃ و ذالک العود من طرقاء العابۃ۔» (وفاء الوفاء جلد اوّل صفحہ 273 بحوالہ ابن زبالہ و یحییٰ)

''مسلم بن خباب سے روایت ہے کہ جب عمرؓ نے قبلہ آگے کر دیا یعنی قبلہ کی دیوار قبلہ کی جانب ہٹا دی تو وہ لکڑی گم پائی جو دیوار میں گاڑی ہوئی تھی۔ اُس کو تلاش کیا پتہ لگا کہ وہ بنی عمرو بن عوف کی مسجد میں ہے حضرت عمرؓ نے اس کو لے کر اس کی جگہ محراب میں لوٹا دیا اور رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس کو ہاتھ سے تھام لیتے۔ اس پر سہارا کر کے داہنی جانب والوں کو کہتے اپنی صفیں ٹھیک کرو۔ پھر بائیں جانب توجہ کرتے اور اسی طرح کہتے۔ پھر نماز کے لیے تکبیر کہتے اور یہ لکڑی موضع غابہ کے جھاؤ کی تھی۔''

ان روایتوں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے محراب ثابت ہوگئی۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ مسجد کو بھی محراب کہتے ہیں تو یہ درست ہے مگر یہاں یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ ان روایتوں میں مسجد کے اندر محراب کا ذکر ہے اور بیہقی رحمہ اللہ علیہ کی روایت میں ''دخل المحراب'' (محراب میں داخل ہوئے) اور وفاء الوفاء کی روایت میں لکڑی کا محراب کے اندر ہونا یہ بھی اس بارہ میں صاف ہے اور قاموس کی عبارت یعنی محراب مسجد سے امام کی جگہ ہے اس پر تاج العروس شرح قاموس جلد اوّل صفحہ 207 میں لکھا ہے :

«قال الازہری المحراب عند العامۃ الذی یفھمہ الناس مقام الامام من المسجد قال الانباری سمی محراب المسجد لانفراد الامام فیہ و بعدہ من القوم و منہ یقال فلان حرب لفلان اذا کان بینھما بعد و تباغض و فی المصباح و یقال ماخوذ من المحاربۃ لان المصلی یحارب الشیطان و یحارب نفسہ باحضار قلبہ و فی لسان العرب المحاریب صدور المجالس و منہ محراب المسجد و منہ محاریب غمدان بالیمن والمحراب القبلۃ و محراب المسجد ایضا صدرہ و اشرف موضع فیہ و فی حدیث انس انہ کان یکرہ المحاریب ای لم یکن یحب ان یجلس فی صدر المجلس و یترفع فیہ الناس۔»

''یعنی عام طور پر محراب کا معنی جو لوگ سمجھتے ہیں وہ مسجد سے امام کی جگہ ہے۔ انباری کہتے ہیں کہ امام اس میں لوگوں سے الگ کھڑا ہوتا ہے اور مصباح میں ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ محاربہ سے ہے نماز پڑھنے والا اس میں شیطان اور نفس سے لڑتا ہے اور لسان العرب میں ہے۔ محراب مجلس کی اشرف جگہ کو بھی کہتے ہیں اور اس سے محراب مسجد ہے۔ وہ بھی مسجد سے اشرف جگہ ہے حدیث انس میں ہے کہ وہ محاریب کو مکروہ جانتے تھے یعنی ان میں بیٹھنا اور لوگوں سے بڑا ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔''

مجمع البحار جلد اوّل صفحہ 249 میں ہے :

«ودخل محرابا بالهم ہوالموضع العالی المشرف وصدرالمجلس ایضا ومنہ محراب المسجد وہو صدرہ واشرف موضع فیہ ومنہ حدیث انس کان یکرہ المحاریب ای لم یکن یحب ان یجلس فی صدر المجلس ویترفع علی الناس وہو جمع المحراب۔»

''یعنی محراب بلند جگہ کوکہتے ہیں جواور جگہ سے بلندہواور مجلس میں اشرف جگہ کو بھی کہتے ہیں اوراس سے محراب مسجد ہے۔ وہ ساری مسجد سے اشرف ہے اوراس سے حدیث انسؓ ہے کہ محراب کو مکروہ جانتے تھے یعنی صدر مجلس میں اورلوگوں سے بڑاہوکربیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے۔''

اس سے صاف معلوم ہواکہ مسجدمیں محراب سے عام طورپرامام کی خاص جگہ مرادہوتی ہے جو عموماًلوگ سمجھتے ہیں۔ پس یہاں «اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال» کا استعمال بے محال ہے۔

اب ان روایات کا حال سنیئے جوممانعت میں واردہوئی ہیں۔ ان روایتوں میں نصاریٰ کی سی محرابوں سے ممانعت ہے۔ چنانچہ بعض روایتوں میں مذابح نصاریٰ کی تصریح ہے اورمذابح النصاریٰ محراب متعارف کا غیر ہے۔ مجمع البحارمیں ہے :

«اتی بمن ارتدعن الاسلام فقال کعب ادخلوہ المذبح وضعواالتوراۃ وحلفوہ باللہ ہوواحدالمذابح وہی المقاصیر وقیل المحاریب» (مجمع البحار جلداول صفحہ 434)

یعنی ایک شخص اسلام سے مرتد ہوگیا۔ کعب نے کہا اس کو مذبح میں داخل کرواوراس کے سر پر تورات رکھواورخداکی قسم کھلاؤ۔ اس روایت میں مذبح کی مذابح جمع ہے اور مذابح حجروں کوکہتے ہیں اورکہاگیاہے کہ یہاں محراب مرادہیں۔

قاموس مع تاج العروس میں ہے :

«والمذابح المقاصیر فی الکنائس جمع المقصورہ ویقال ہی المحاریب» (جلد2 صفحہ38)

''یعنی مذابح گرجوں میں حجروں کوکہتےہیں اورکہاجاتاہے کہ وہ محراب ہیں۔''

منجد میں ہے :

«مذابح الکنائس ہی المواضع التی یقیم علیہا الکہنۃ القداس الالہی ومذبح الذبیحۃ غیر الدمویۃ» (صفحہ231)

مذابح گرجوں میں وہ مذابح ہیں جہاں ان کے پادری ٹھہرتے ہیں اورغیرخونی ذبیحہ ذبح کرتے ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہواکہ حجرہ کی شکل میں گرجوں کے سے محراب منع ہیں اوریہی قیامت کی نشانی ہیں مطلق محراب منع نہیں۔

عون المعبود جلداوّل "باب کراھیۃ البزاق فی المسجد" صفحہ 180 میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ مسجد میں تھوک دیکھی۔ اس کو کھرچ دیااس کے بعد لکھتے ہیں :

«قال علی القاری ای جدارالمسجدالذی یلی القبلۃ ولیس مرادبہا المحراب الذی یسمیہ الناس قبلۃ لان المحاریب من المحدثات بعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومن ثم کرہ جمع من السلف اتخاذہا والصلوٰۃ فیہا قال القضاعی واول من احدث ذالک عمر بن عبدالعزیز وہو یومئذ عامل للولید بن عبدالملک علی المدینۃ لما اسس مسجدالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہدمہ وزادفیہ ویسمی موقف الامام من المسجد محرابا لانہ اشرف مجالس المسجد ومنہ قیل للقصر محراب لانہ اشرف المنازل وقیل المحراب مجلس الملک سمی بہ لانفرادہ فیہ وکذالک محراب المسجد لانفرادللامام فیہ وقیل سمی بذالک لان المصلی یحارب فیہ الشیطان قلت ماقالہ القاری من ان المحاریب من المحدثات بعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ نظرلان وجودالمحراب زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یثبت من بعض الروایات اخرج البیہقی فی السنن الکبریٰ من طریق سعید بن عبدالجبار بن وائل عن ابیہ عن امہ عن وائل بن حجر قال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہض

الى المسجد فدخل المحراب ثم رفع یدیہ بالتکبیر ثم وضع یمینہ علی یسراہ علی صدرہ وام عبدالجبار ہی مشہورۃ بام یحیٰی کما فی روایۃ الطبرانی فی معجم الصغیر وقال التیخ ابن الھمام من سادۃ الحنفیۃ ولا یخفیٰ ان امتیاز الامام مقرر مطلوب فی الشرع فی حق المکان حتی کان التقدم واجبا علیہ و بنی فی المساجد المحاریب من لدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی وایضا لایکرہ الصلوٰۃ فی المحاریب ومن ذہب الی الکراہیۃ فعلیہ البینۃ ولایسمع کلام احد من غیر دلیل وبرہان ۔»

''ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں قبلہ مسجد جس میں رسول اللہ ﷺ نے تھوک دیکھی اس سے مراد قبلہ کی جانب سامنی دیوار ہے ۔ اس سے وہ محراب مراد نہیں جس کو لوگ قبلہ کہتے ہیں کیونکہ محرابین بدعت اور رسول اللہ ﷺ کے بعد بنی ہیں ۔ اس لیے ایک جماعت سلف نے محرابوں کا بنانا اور ان میں نماز پڑھنا مکروہ سمجھا ہے ۔ قضاعی کہتے ہیں ۔ عمر بن عبدالعزیز نے محراب بنائی ہے ۔ ان دنوں میں وہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے مدینہ منورہ پر امیر تھے ۔ مسجد نبوی گرا کرنئے سرے سے بنائی اوراس کی عمارت بڑھا دی اور مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اس لیے محراب کہتے ہیں کہ وہ اشرف مواضع مسجد سے ہے اور اسی بناء پر محل کو بھی محراب کہتے ہیں کیونکہ وہ افضل مکانات سے ہے ۔ اور کہا گیا ہے کہ مجلس بادشاہ کو بھی محراب کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی خاص جگہ ہے اور کہا گیا ہے کہ محراب مسجد کو اس لیے محراب کہتے ہیں کہ وہ امام کی خاص جگہ ہے اور کہا گیا ہے کہ محراب کو اس لیے محراب کہتے ہیں کہ نمازی اس میں شیطان سے لڑتا ہے ۔ میں (صاحب العون المعبود) کہتا ہوں کہ ملا علی قاری کا محراب کو بدعت کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ محراب کا ثبوت بعض روایتوں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ملتا ہے ۔ بیہقی نے وائل بن حجر سے روایت کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ مسجد کی طرف کھڑے ہوئے پس محراب میں داخل ہوکر تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھائے اور دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینہ پر رکھا ۔ اور شیخ ابن ہمام جو سادات حنفیہ سے ہیں ۔ فرماتے ہیں یہ بات واضح ہے کہ جگہ میں امام کا امتیاز ایک محقق امر اور شرع میں مطلوب ہے ۔ یہاں تک کہ امام کا تقدم واجب ہے اور مساجد میں محرابوں کا بنانا رسول اللہ ﷺ سے چلا آیا ہے نیز محراب میں نماز مکروہ نہیں جو مکروہ کہتا ہے اس کو کوئی دلیل پیش کرنی چاہیے ۔ دلیل کے بغیر کوئی دعویٰ مسموع نہیں ہوسکتا ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

---

(1) اعلام الاراریب دیکھا گیا اس میں وہی روایات ہیں جو آپ نے ذکر کی ہیں ۔ ہاں مندرجہ ذیل روایتیں آپ نے ذکر نہیں کیں ۔ «اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود قال اتقواہذہ المحاریب روی الطبرانی فی الاوسط عن جابر بن اسامۃ الجہنی قال لقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ بالسوق فقلت این یا رسول اللہ قال زید ان نخط لقومک مسجدا فاتیت وقد خط وغرزنی قبلتہ خشبۃ فانہا قبلتہ ۔»

(2) فتاویٰ مولوی عبدالحیٰ صاحب بھی دیکھا اس میں زیادہ تر علامہ سیوطی کے رسالہ اعلام الاراریب کی عبارات ذکر کی ہیں اور ایقاظ النیام کے حوالہ سے حرمین شریفین میں حدوث محاریب پر علماء کا انکار نقل کیا ہے ۔ مگر یہ ایک مسجد میں متعدد محراب اور کثرت جماعت پر انکار ہے ، جیسے مکہ میں ہوتا رہا ہے ۔ سو اس قسم کا افتراق کے نزدیک بھی درست نہیں ۔12

فتاویٰ اہلحدیث

مساجد کا بیان، ج1ص307

محدث فتویٰ